فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راویوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ثقہ یا ضعیف ہونے کے اعتبار سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی تین طرح کے ہیں؛

① بالاتفاق ثقہ ہوں گے۔

② جمہور کے نزدیک ثقہ ہوں گے۔

③ جمہور کے نزدیک ضعیف ہوں گے، اس کی مزید دو صورتیں ہیں؛

① ان کی روایات متابعات و شواہد میں ہیں۔

② روایات اصول میں ہیں، مگر چونکہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نقاد حدیث میں سے ہیں، لہٰذا انہوں نے روایات کی تنقیح کر کے بعض ضعیف راویوں کی وہ روایات نقل کر دی ہیں، جن میں ان کا ضعف اثر انداز نہیں ہوا، کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر ضعیف راوی کا ضعف ہر روایت میں اثر انداز ہو، کبھی ضعیف راوی بھی بغیر غلطی کیے روایت بیان کر دیتا ہے، تو امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے ہر ضعیف کی روایت رد نہیں کی اور ہر ثقہ کی روایت درج نہیں کی، بلکہ ذخیرہ احادیث میں روایات کی تنقیح کر کے بعض ضعیف عند الجمہور راویوں کی روایات ذکر کر دی ہیں۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَخْرَجَ لَهُ الشَّيْخَانِ عَلٰى قِسْمَيْنِ، أَحَدُهُمَا : مَا احْتَجَّا بِهٖ فِي الْأُصُولِ، وَثَانِيهِمَا : مَنْ خَرَّجَا لَهٗ مُتَابَعَةً وَّشَهَادَةً وَّاعْتِبَارًا، فَمَنِ احْتَجَّا بِهٖ أَوْ أَحَدُهُمَا، وَلَمْ يُوَثَّقْ، وَلَا غُمِزَ، فَهُوَ ثِقَةٌ، حَدِيثُهٗ قَوِيٌّ، وَمَنِ احْتَجَّا بِهٖ أَوْ أَحَدُهُمَا، وَتُكُلِّمَ فِيهِ، فَتَارَةً يَكُونُ الْكَلَامُ فِيهِ تَعَنُّتًا، وَالْجُمْهُورُ عَلٰى تَوْثِيقِهٖ، فَهٰذَا حَدِيثُهٗ قَوِيٌّ أَيْضًا، وَتَارَةً يَكُونُ الْكَلَامُ فِي تَلْيِينِهٖ وَحِفْظِهٖ، لَهُ اعْتِبَارٌ، فَهٰذَا حَدِيثُهٗ لَا يَنْحَطُّ عَنْ مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ الَّتِي قَدْ نُسَمِّيهَا مِنْ أَدْنٰى دَرَجَاتِ الصَّحِيحِ، فَمَا فِي الْكِتَابَيْنِ بِحَمْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ احْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ أَوْ مُسْلِمٌ فِي الْأُصُولِ وَرِوَايَاتُهٗ ضَعِيفَةٌ، بَلْ حَسَنَةٌ أَوْ صَحِيحَةٌ، وَمَنْ خَرَّجَ لَهُ الْبُخَارِيُّ أَوْ مُسْلِمٌ فِي الشَّوَاهِدِ وَالْمُتَابَعَاتِ، فَفِيهِمْ مَنْ فِي حِفْظِهٖ شَيْءٌ، وَفِي تَوْثِيقِهٖ تَرَدُّدٌ، فَكُلُّ مَنْ خُرِّجَ لَهٗ فِي الصَّحِيحَيْنِ، فَقَدْ قَفَزَ الْقَنْطَرَةَ، فَلَا مَعْدِلَ عَنْهُ، إِلَّا بِبُرْهَانٍ بَيِّنٍ.

''جن روایوں سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ یا کسی ایک نے روایت لی ہے، ان کی دو قسمیں ہیں؛ پہلی قسم وہ راوی ہیں، جن سے شیخین (امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ) نے اُصول میں حجت پکڑی ہے۔ دوسری قسم کے وہ راوی ہیں، جن سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے متابعت وشواہد اور اعتبار میں روایت لی ہے۔ جس راوی سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ یا ان میں سے

ایک نے روایت لی ہے اور اس کی توثیق یا جرح نہیں ہوئی، تو وہ راوی ثقہ ہے اور اس کی حدیث قوی ہے۔ جس راوی سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ یا ان میں سے ایک نے روایت لی ہے، مگر اس راوی پر کلام ہے، لیکن جمہور نے اس کی توثیق کی ہے، تو اس کی حدیث بھی قوی ہوتی ہے، کیونکہ بسا اوقات وہ کلام تعنت (سختی اور تشدد) کے طور پر کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات کلام راوی کی تلیین (عدالت میں ضعف) اور حفظ کے بارے میں ہوتا ہے، لیکن اس کا اعتبار (متابع یا شاہد) ہوتا ہے، تو اس کی حدیث بھی حسن درجہ سے کم نہیں ہوتی، اس کو ہم صحیح کے ادنی درجہ میں ذکر کرتے ہیں۔ بحمد اللہ ان دو کتابوں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) میں کوئی ایک راوی بھی ایسا نہیں، جس سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اصول میں حجت پکڑی ہو اور اس کی روایات (مطلقاً) ضعیف ہوں، بلکہ حسن یا صحیح ہوتی ہیں۔ جن راویوں سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ نے شواہد ومتابعات میں روایات ذکر کی ہیں، ان میں بعض راوی ایسے ہیں، جن کے حفظ پر کلام ہے اور ان کی توثیق میں تردد ہے، لہٰذا ہر وہ راوی جس کی بخاری ومسلم میں (اصول میں) روایت ہے، وہ پل عبور کر گیا ہے، بغیر کسی واضح دلیل کے اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔''

(المُوقظة، ص 79-80)

صحیحین کے وہ راوی جو جمہور کے نزدیک ضعیف ہیں، ان کی روایات صحیحین میں صحیح ہوں گی، دیگر کتب حدیث میں ضعیف ہوں گی، کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

يُؤْخَذُ مِنْ صَنِيعِهِ أَيْضًا أَنَّهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ فِي الصَّحِيحِ أَنْ يَكُونَ رَاوِيهِ مِنْ أَهْلِ الضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ أَنَّهُ إِنْ كَانَ فِي الرَّاوِي قُصُورٌ عَنْ ذٰلِكَ وَوَافَقَهُ عَلٰى رِوَايَةِ ذٰلِكَ الْخَبَرِ مَنْ هُوَ مِثْلُهُ انْجَبَرَ ذٰلِكَ الْقُصُورُ بِذٰلِكَ وَصَحَّ الْحَدِيثُ عَلٰى شَرْطِهِ.

''امام بخاری رحمہ اللہ کے انداز سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں شرط لگائی ہے کہ اس کا راوی ضابط اور متقن ہو گا، اس حوالہ سے اگر کسی راوی میں کچھ کمی ہو، تو اس حدیث کی روایت میں اس جیسا ہی راوی اس کی موافقت کرتا ہے، جس سے یہ کمی دور ہو جاتی ہے اور حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح ہو جاتی ہے۔''

(فتح الباري: 635/9)

❁ نیز فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي لِكُلِّ مُنْصِفٍ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ تَخْرِيجَ صَاحِبِ الصَّحِيحِ لِأَيِّ رَاوٍ كَانَ مُقْتَضٍ لِعَدَالَتِهِ عِنْدَهُ وَصِحَّةِ ضَبْطِهِ وَعَدَمِ غَفْلَتِهِ وَلَا سِيَّمَا مَا انْضَافَ إِلٰى ذٰلِكَ مِنْ إِطْبَاقِ جُمْهُورِ الْأَئِمَّة عَلٰى تَسْمِيَةِ الْكِتَابَيْنِ بِالصَّحِيحَيْنِ وَهٰذَا مَعْنًى لَمْ يَحْصُلْ لِغَيْرِ مَنْ خَرَّجَ عَنْهُ فِي الصَّحِيحِ فَهُوَ بِمَثَابَةِ إِطْبَاقِ الْجُمْهُورِ عَلٰى تَعْدِيلِ مَنْ ذُكِرَ فِيهِمَا هٰذَا إِذَا خَرَّجَ لَهُ فِي

الْأُصُول، فَإِمَّا إِنْ خَرَّجَ لَهٗ فِي الْمُتَابَعَاتِ وَالشَّوَاهِدِ وَالتَّعَالِيقِ فَهٰذَا يَتَفَاوَتُ دَرَجَاتُ مَنْ أَخْرَجَ لَهٗ مِنْهُمْ فِي الضَّبْطِ وَغَيْرِهٖ مَعَ حُصُولِ اسْمِ الصِّدْقِ لَهُمْ وَحِينَئِذٍ إِذَا وَجَدْنَا لِغَيْرِهٖ فِي أَحَدٍ مِّنْهُمْ طَعْنًا فَذٰلِكَ الطَّعْنُ مُقَابِلٌ لِتَعْدِيلِ هٰذَا الْإِمَام فَلَا يُقْبَلُ إِلَّا مُبَيِّنَ السَّبَبِ مُفَسَّرًا بِقَادِحٍ يَقْدَحُ فِي عَدَالَةِ هٰذَا الرَّاوِي وَفِي ضَبْطِهٖ مُطْلَقًا أَوْ فِي ضَبْطِهٖ لِخَبَرٍ بِعَيْنِهٖ لِأَنَّ الْأَسْبَابَ الْحَامِلَةَ لِلْأَئِمَّةِ عَلَى الْجَرْحِ مُتَفَاوِتَةٌ عَنْهَا مَا يَقْدَحُ وَمِنْهَا مَا لَا يَقْدَحُ وَقَدْ كَانَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْمَقْدِسِيُّ يَقُولُ : فِي الرَّجُلِ الَّذِي يُخْرِجُ عَنهُ فِي الصَّحِيحِ هٰذَا جَازَ الْقَنْطَرَةَ يَعْنِي بِذٰلِكَ أَنَّهٗ لَا يُلْتَفَتُ إِلٰى مَا قِيلَ فِيهِ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْفَتْحِ الْقُشَيْرِيُّ فِي مُخْتَصَرِهٖ : وَهٰكَذَا نَعْتَقِدُ وَبِهٖ نَقُولُ وَلَا نَخْرُجُ عَنْهُ إِلَّا بِحُجَّةٍ ظَاهِرَةٍ وَبَيَانٍ شَافٍ يَزِيدُ فِي غَلَبَةِ الظَّنِّ عَلَى الْمَعْنَى الَّذِي قَدمْنَاهُ مِن اتِّفَاقِ النَّاسِ بَعْدَ الشَّيْخَيْنِ عَلٰى تَسْمِيَةِ كِتَابَيْهِمَا بِالصَّحِيحَيْنِ وَمِنْ لَوَازِمِ ذٰلِك تَعْدِيلُ رُوَاتِهِمَا، قُلْتُ : فَلَا يُقْبَلُ الطَّعْنُ فِي أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا بِقَادِحٍ وَاضِحٍ .

''ہر منصف کو اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ امام بخاری ؒ اگر کسی راوی

سے حدیث بیان کریں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ راوی عادل وضابط ہے، غافل نہیں ہے، خصوصاً جب جمہور ائمہ کا بخاری ومسلم کو صحیحین کہنے پر اتفاق بھی موجود ہے۔ صحیح بخاری کے راویوں کے علاوہ کسی اور کو یہ خوبی حاصل نہیں، وہ ان راویوں کے زمرے میں آ جاتے ہیں، جن کی عدالت پر جمہور کا اتفاق ہے۔ یہ خوبی صحیح بخاری کے اس راوی کو حاصل ہو گی، جس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اُصول میں روایت لی ہے، جن راویوں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے متابعات، شواہد اور تعلیقات میں روایت لی ہے، ضبط وغیرہ میں ان کے درجات مختلف ہیں، البتہ (تقریباً) سب کو (امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک) صدوق سمجھا جائے گا، اگر ان میں سے کسی راوی پر امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ کسی امام نے طعن وجرح کی ہو، تو یہ طعن وجرح امام بخاری رحمہ اللہ کی تعدیل کے معارض ہو گی، چنانچہ یہ طعن وجرح صرف اسی صورت میں قبول ہو گی، جب اس کا سبب مفسر ہو، جو اس راوی کی عدالت، مطلق طور پر اس کے ضبط میں یا کسی خاص حدیث کے بارے میں جرح کا باعث ہو، کیونکہ ائمہ کے نزدیک اسباب جرح مختلف ہیں، جن میں سے بعض قادح ہیں اور بعض غیر قادح۔ شیخ ابو الحسن مقدسی رحمہ اللہ صحیح بخاری کے راویوں کے بارے میں فرماتے تھے کہ انہوں نے پل عبور کر لیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی مراد یہ تھی کہ (صحیح بخاری میں) ان کے متعلق جرح کی کوئی حیثیت نہیں۔ شیخ ابو الفتح قشیری رحمہ اللہ نے اپنی مختصر میں فرمایا ہے کہ صحیح بخاری کے (اصول کے) راویوں کے بارے میں ہم بھی اسی بات کے قائل ہیں، واضح دلیل اور شفا بخش بیان کے بغیر ان

راویوں کو مذکورہ ضابطہ سے خارج نہیں کرتے، مذکورہ بیان پر ہمارا یقین اس لیے بڑھ جاتا ہے کہ شیخین کے علاوہ امت نے ان کی کتابوں کو صحیحین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ اس سے ان کے راویوں کا عادل ہونا لازم ہے۔ میں (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی راوی پر بھی واضح جرح کے بغیر طعن قبول نہیں۔''

(هدى السّاري، ص 384)

حافظ ذہبی، حافظ مزی اور حافظ ابن حجر وغیرہم رحمہم اللہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے راویوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ پل عبور کر گئے۔ یہ بات علی الاطلاق درست نہیں۔

❁ اس مؤقف پر نقد کرتے ہوئے حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (۶۵۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ أَنَّ هٰذَا الْقَوْلَ غَيْرُ مَقْبُولٍ عَلَى الْإِطْلَاقِ بَلِ الْكَلَامُ فِي الرَّجُلِ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيحِ تَارَةً لَا يَكُونُ مُؤَثِّرًا فِيهِ كَكَلَامِ النَّسَائِيِّ فِي أَحْمَدَ بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيِّ وَتَارَةً يَكُونُ مُؤَثِّرًا كَيَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ الْمِصْرِيِّ وَنُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ وَسُوَيْدِ بْنِ سَعِيدٍ وَغَيْرِهِمْ فَإِذَا انْفَرَدَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ وَاشْتَهَرَ الْكَلَامُ فِيهِ أَوْ ضَعَّفَهُ أَكْثَرُ الْأَئِمَّةِ بِحَدِيثٍ فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُحْتَجَّ بِهِ وَأَصْحَابُ الصَّحِيحِ إِذَا رَوَوْا لِمَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَضُعِّفَ فَإِنَّهُمْ يُثْبِتُونَ مِنْ حَدِيثِهِ مَا لَمْ يَنْفَرِدْ بِهِ بَلْ وَافَقَ فِيهِ الثِّقَاتِ وَقَامَتْ

شَوَاهِدُ صِدْقِهِ، قَالَ : وَفِي هٰذَا الْمَوْضِعِ يَعْرِضُ الْغَلَطُ لِطَائِفَتَيْنِ مِنَ النَّاسِ إِحْدَاهُمَا : يَرَوْنَ الرَّجُلَ قَدْ أَخْرَجَ لَهٗ في الصَّحِيحِ فَيَحْكُمُونَ بِصِحَّةِ كُلِّ مَا رَوَاهُ حَيْثُ رَأَوْهُ فِي حَدِيثٍ قَالُوا : هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيحِ وَهُوَ غَلَطٌ فَإِنَّ ذٰلِكَ الْحَدِيثَ قَدْ يَكُونُ مِمَّا أُنْكِرَ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ أَوْ يَكُونُ شَاذًا أَوْ مُعَلَّلًا فَلَا يَكُونُ مِنْ شَرْطِ أَصْحَابِ الصَّحِيحِ بَلْ وَلَا يَكُونُ حَسَنًا وَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ حَدِيثَ جَمَاعَةٍ وَنُكِبَ عَلٰى بَعْضِهَا خَارِجَ الصَّحِيحِ .

وَالثَّانِيَةُ : يرَوْنَ الرَّجُلَ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَقَدْ ضُعِّفَ فَيَجْعَلُونَ مَا قِيلَ فِيهِ مِنْ كَلَامِ الْحُفَّاظِ مُوجِبًا لِتَرْكِ جَمِيعِ مَا رَوَاهُ وَيُضَعِّفُونَ مَا صَحَّ مِنْ حَدِيثِهِ لِطَعْنِ مَنْ طَعَنَ فِيهِ كَمَا يَقُولُ ابْنُ حَزْمٍ ذٰلِكَ فِي إِسْرَائِيل وَغَيْرِهِ مِنَ الثِّقَاتِ وَكَذٰلِكَ ابْنُ الْقَطَّانِ يَتَكَلَّمُ فِي أَحَادِيثَ كَثِيرَةٍ قَدْ أُخْرِجَتْ فِي الصَّحِيحِ لِطَعْنِ مَنْ طَعَنَ فِي رُوَاتِهَا وَهٰذِهِ طَرِيقَةٌ ضَعِيفَةٌ وَسَالِكُهَا قَاصِرٌ فِي مَعْرِفَةِ الْحَدِيثِ وَذَوْقِهِ عَنْ مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ وَذَوْقِهِمْ .

''حق بات یہ ہے کہ مطلق طور پر یہ موقف نا قابل قبول ہے۔صحیح کے راویوں پر کبھی جرح غیر مؤثر ہوتی ہے، جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی احمد بن صالح مصری

کے بارے میں جرح غیر مؤثر ہے۔ اور کبھی صحیح کے راویوں میں جرح مؤثر ہوتی ہے، جیسے یحییٰ بن ایوب مصری، نعیم بن حماد اور سوید بن سعید کے حق میں جرح مؤثر ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راویوں میں سے جب کوئی راوی روایت کے بیان میں منفرد ہو، اس کے بارے میں جرح مشہور ہو یا اکثر ائمہ نے اس کی حدیث کو حلال وحرام کے متعلق ضعیف قرار دیا ہو، تو ایسے راوی سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ متکلم فیہ راوی سے وہ روایت لیتے ہیں، جسے وہ بیان کرنے میں منفرد نہ ہو، بلکہ ثقہ راویوں نے اس کی موافقت کر رکھی ہو اور اس روایت کی سچائی پر شواہد قائم ہو چکے ہوں۔ اس موقع پر دو طرح کے لوگ غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں؛

① جب وہ دیکھتے ہیں کہ اس راوی سے امام بخاری یا امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت لی ہے، وہ جھٹ سے (بخاری ومسلم کے علاوہ) اس کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح (بخاری یا مسلم) کی شرط پر صحیح ہے۔ یہ درست نہیں۔ یہ حدیث بسا اوقات اس راوی کی منکر احادیث میں سے ہوتی ہے، کبھی شاذ اور معلول ہوتی ہے۔ وہ بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح تو درکنار، درجہ حسن تک پہنچنے سے بھی قاصر ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسے راویوں کی ایک جماعت سے حدیث لی ہے، جن میں سے بعض پر صحیح بخاری کے علاوہ جرح کی گئی ہے۔

② بعض جب دیکھتے ہیں کہ راوی متکلم فیہ ہے اور اس کا ضعف بیان ہوا ہے، تو وہ اس بنا پر اس کی جمیع روایات کو موجب ترک سمجھتے ہیں، اس طعن کی بنا پر

اس کی صحیح احادیث کو بھی ضعیف سمجھتے ہیں، جیسا کہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اسرائیل بن یونس وغیرہ جیسے ثقہ راویوں پر جرح کی ہے، اسی طرح حافظ ابن قطان رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی کثیر احادیث پر ان کے راویوں کے مجروح ہونے کی وجہ سے کلام کیا ہے۔

یہ (دونوں) منہج کمزور ہیں، اسے اپنانے والا حدیث اور ائمہ حدیث کی معرفت اور ذوق سے ناواقف ہے۔''

(النكت على مقدمة الصّلاح للزّركشي : 3/349-352)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہما کی یہ بات کہ صحیحین کے اصول کے راوی پل عبور کر گئے ہیں کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان کی روایات پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں، اس طرح حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر اور حافظ ابن عبد الہادی رحمہم اللہ کے اقوال میں تطبیق ہو جائے گی۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے جو بات کی ہے، وہ اُصولی ہے، البتہ ان کی بعض امثلہ سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، جیسے انہوں نے یحییٰ بن ایوب مصری رحمہ اللہ وغیرہ پر جرح کو مؤثر قرار دیا ہے، جو کہ درست نہیں۔ باقی آپ رحمہ اللہ نے عمدہ بات کہی ہے، فجزاہ اللہ خیراً۔

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۲ھ) فرماتے ہیں:

مُجَرَّدُ الْكَلَامِ فِي الرَّجُلِ لَا يُسْقِطُ حَدِيثَهُ، وَلَوِ اعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ لَذَهَبَ مُعْظَمُ السُّنَّةِ، إِذْ لَمْ يَسْلَمْ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ، بَلْ خُرِّجَ فِي الصَّحِيحِ لِخَلْقٍ مِّمَّنْ تُكُلِّمَ فِيهِمْ، وَمِنْهُمْ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، وَالْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ

الْإِيَادِيُّ، وَأَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ الْحَبَشِيُّ، وَخَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيُّ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرْثَانِيُّ، وَيُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ، وَغَيْرُهُمْ، وَلٰكِنْ صَاحِبَا الصَّحِيحِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ إِذَا أَخْرَجَا لِمَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ، فَإِنَّهُمْ يَنْتَقُونَ مِنْ حَدِيثِهِ مَا تُوبِعَ عَلَيْهِ، وَظَهَرَتْ شَوَاهِدُهُ، وَعُلِمَ أَنَّ لَهُ أَصْلًا، وَلَا يَرْوُونَ مَا تَفَرَّدَ بِهِ، سِيَّمَا إِذَا خَالَفَهُ الثِّقَاتُ .

''کسی راوی پر محض جرح اس کی حدیث کو ساقط نہیں کرتی ، اگر ہم اس کا اعتبار کر لیں ، تو سنت کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا ، جرح سے تو وہی بچ سکتا ہے ، جسے اللہ بچائے ۔ دیکھئے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بعض ایسے راویوں سے بھی روایات ذکر کی ہیں ، جن پر جرح کی گئی ہے ، مثلاً جعفر بن سلیمان ضبعی ، حارث بن عبید ایادی ، ایمن بن نابل حبشی ، خالد بن مخلد قطوانی ، سوید بن سعید حدثانی اور یونس بن ابی اسحاق سبیعی وغیرہم ۔ لیکن امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ جب کسی متکلم فیہ راوی سے روایت لاتے ہیں ، تو وہ اس کی روایات کی تنقیح کر کے وہی روایت لاتے ہیں ، جس پر اس کی متابعت کی گئی ہے ، اس کے شواہد موجود ہیں اور اس حدیث کی اصل معلوم ہے اور جس روایت میں وہ منفرد ہو ، وہ روایت نہیں لاتے ، بالخصوص جب ثقہ راوی اس کی مخالفت کریں ۔''

(نصب الرّاية :341/1)

علامہ زیلعی رحمہ اللہ کی بات درست ہے ، البتہ ان کی بعض امثلہ محل نظر ہیں ۔

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں :

''ہاں! یہ ضرور ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ جو روایات کسی سے لیتے ہیں، خواہ وہ راوی ضعیف ہی ہو، مگر وہ روایات اس لیے قوی ہوتی ہیں کہ باہر سے ان کے لیے شواہد، متابعات اور مؤید روایات قویہ مل جاتی ہیں۔ جاہلین امام بخاری کی کسی ضعیف راوی سے روایت کے سبب یہ نہ سمجھ لیں کہ بخاری شریف کی وہ حدیث بھی گر گئی، کیوں کہ بخاری کی ایسی احادیث بھی دوسرے شواہد و متابعات کے سبب قوی مان لی گئی ہیں، لہٰذا اس صورت سے بخاری شریف کی احادیث تمام تر قوی و قابل احتجاج ہیں۔''

(انوار الباری از بجنوری:6/83-83)

❀ علامہ سلیم اللہ خان دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر اعتماد نہ رہے اور ان کے راوی بھی معتبر اور قابل قبول نہ ہوں، تو حدیث پر بھی اعتماد نہیں ہوگا اور وہ بھی قابل قبول اور معتبر نہ رہے گی، لہٰذا نتیجہ حجیت حدیث کے انکار کی صورت میں ظاہر ہوگا اور حدیث کی کتابوں کے مصنفین میں اعلیٰ مقام بخاری و مسلم کا ہے۔ جب یہ معتبر نہ رہے، تو دوسرے بھی معتبر نہ رہیں گے اور چونکہ احادیث کے راوی جو بخاری و مسلم میں ہیں، اکثر وہی دوسری کتابوں کے راوی ہیں، تو ان کو بھی معتبر نہیں قرار دیا جائے گا، تو اس کا نتیجہ انکار حدیث کی صورت میں ظاہر ہوگا اور بات یہیں ختم نہیں ہوگی، بل کہ قرآن کے مضامین کے فہم اور تعین کا بڑا ذریعہ، چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے آثار ہیں۔ جب یہ پورا سلسلہ معتبر اور قابل قبول نہ رہا، تو قرآن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کی مراد معلوم کرنے کا سلسلہ بھی باقی نہیں رہے گا اور اس طرح امت قرآن مقدس کے فیض سے محروم ہو جائے گی۔ فیاللأ سف!''

(تقریظ رواۃ بخاری اور امام بخاری کا عادلانہ دفاع از مفتی محمد ظفر اقبال، ص25-26)

تنبیہ:

❁ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

...... مَنْ لَمْ يَفْهَمْهُ جَعَلَ يَهْزَأُ بِأَحَادِيثِ الْبُخَارِيِّ، وَظَنَّ أَنَّ اعْتِرَاضَهُ عَلَى الْبُخَارِيِّ تَأْيِيدٌ لِلْحَنَفِيَّةِ، وَلَمْ يَدْرِ أَنَّ مِنْ سُوءِ فِعْلِهِ هٰذَا يَنْهَدِمُ أَسَاسُ الدِّينِ، فَإِنَّا إِذَا لَمْ نَثِقْ بِأَحَادِيثِ الصَّحِيحَيْنِ، فَأَنّٰى نَقْتَفِي الدِّينَ؟ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنَ الزَّيْغِ.

''......جو یہ بات نہ سمجھ سکا، وہ صحیح بخاری کی احادیث کا مذاق اڑانے لگتا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ وہ بخاری پر اعتراض کر کے احناف کی تائید کر رہا ہے، اسے یہ معلوم نہیں کہ اس کے اس برے عمل سے دین کی بنیادیں منہدم ہوتی ہیں، کیونکہ جب ہم صحیحین کی احادیث پر بھروسا نہیں کریں گے، تو دین کی پیروی کیسے ممکن ہے؟ ایسی گمراہی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ!''

(فيض الباري: 4/145)

سوال: کیا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مجہول راوی ہیں؟

جواب: جس راوی سے امام بخاری رحمہ اللہ یا امام مسلم رحمہ اللہ اُصول میں روایت بیان کریں اور ائمہ جرح وتعدیل کی طرف سے ان کی توثیق یا جرح نہ ہو، تو وہ راوی ثقہ صدوق

ہوگا،اسے مجہول نہیں کہا جائے گا۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي رُوَاةِ الصَّحِيحَيْنِ عَدَدٌ كَثِيرٌ مَا عَلِمْنَا أَنَّ أَحَدًا نَصَّ عَلٰى تَوْثِيقِهِمْ، وَالْجُمْهُورُ عَلٰى أَنَّ مَنْ كَانَ مِنَ الْمَشَايِخِ قَدْ رَوٰى عَنْهُ جَمَاعَةٌ وَلَمْ يَأْتِ بِمَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ أَنَّ حَدِيثَهُ صَحِيحٌ.

''صحیحین میں بکثرت ایسے راوی بھی ہیں،جن کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے ان کی توثیق کی ہو۔ان کے بارے میں جمہور کا یہ مؤقف ہے کہ جو راوی مشائخ میں سے ہو،راویوں کی ایک جماعت نے اس سے روایت لی ہو اوراس نے کوئی منکر روایت بیان نہ کی ہو،تو اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے۔''

(میزان الاعتدال : 426/3)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اَلثِّقَةُ مَنْ وَثَّقَهُ كَثِيرٌ، وَلَمْ يُضَعَّفْ، وَدُونَهُ مَنْ لَّمْ يُوَثَّقْ وَلَا ضُعِّفَ، فَإِنْ خُرِّجَ حَدِيثُ هٰذَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، فَهُوَ مُوَثَّقٌ بِذٰلِكَ، وَإِنْ صَحَّحَ لَهُ مِثْلُ التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ خُزَيْمَةَ، فَجَيِّدٌ أَيْضًا، وَإِنْ صَحَّحَ لَهُ كَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ، فَأَقَلُّ أَحْوَالِهٖ حُسْنُ حَدِيثِهٖ.

''ثقہ راوی وہ ہے، جسے کئی محدثین نے ثقہ قرار دیا ہو اور اسے ضعیف نہ کہا گیا ہو۔اس سے کم درجہ راوی وہ ہے،جس کی توثیق وتضعیف نہیں کی گئی،البتہ اس

کی حدیث صحیحین میں ہے، تو وہ اس وجہ سے ثقہ ہو جائے گا۔ اگر اس کی حدیث کو امام ترمذی اور امام ابن خزیمہ ؒ جیسے ائمہ صحیح قرار دیں، تو وہ بھی جید راوی ہے اور اگر اس کی حدیث کو امام دارقطنی اور امام حاکم ؒ جیسے ائمہ صحیح قرار دیں، تو اس کی حدیث کم سے کم حسن درجہ کی ہوگی۔''

(المُوقظة، ص 78)

❁ حافظ ابن حجر ؒ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ جَهَالَةَ الْحَالِ فَمُنْدَفِعَةٌ عَنْ جَمِيعِ مَنْ أَخْرَجَ لَهُمْ فِي الصَّحِيحِ لِأَنَّ شَرْطَ الصَّحِيحِ أَنْ يَّكُونَ رَاوِيهِ مَعْرُوفًا بِالْعَدَالَةِ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ مَجْهُولٌ فَكَأَنَّهُ نَازَعَ الْمُصَنِّفَ فِي دَعْوَاهُ أَنَّهُ مَعْرُوفٌ وَلَا شَكَّ أَنَّ الْمُدَّعِيَ لِمَعْرِفَتِهٖ مُقَدَّمٌ عَلٰى مَنْ يَدَّعِي عَدَمَ مَعْرِفَتِهٖ لِمَا مَعَ الْمُثْبِّتِ مِنْ زِيَادَةِ الْعِلْمِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَا تَجِدُ فِي رِجَالِ الصَّحِيحِ أَحَدًا مِمَّنْ يُسَوَّغُ إِطْلَاقُ اسْمِ الْجَهَالَةِ عَلَيْهِ أَصْلًا .

''وہ تمام راوی، جن سے امام بخاری ؒ نے صحیح میں روایت لی ہے، ان سے جہالت حال زائل ہو جاتی ہے، اس لیے صحیح حدیث کی شرط یہ ہے کہ اس کا راوی عدالت میں معروف ہوتا ہے، لہٰذا جس نے یہ کہا کہ صحیح بخاری میں مجہول راوی بھی ہیں، اس نے گویا امام بخاری ؒ کے اس دعویٰ کہ یہ راوی معروف ہے، میں معارضہ کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ راوی کی معرفت کا دعویٰ

کرنے والا، عدم معرفت کا دعویٰ کرنے والے پر مقدم ہے، کیونکہ ثابت کرنے والے کا علم زیادہ ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ آپ کو صحیح بخاری میں ایسا کوئی راوی نہیں ملے گا، جسے کلی طور پر ''مجہول'' کہا جا سکے۔''

(هدى السّاري، ص 384)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّهُ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى صِحَّةِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ .

''جان لیجئے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے صحیح ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

(مقدمة فيض الباري، ص 57)

(سوال): مریض کے لیے فرض نماز بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): فرض نماز کے لیے قیام میں کھڑا ہونا ضروری ہے، البتہ عذر کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے، اگر بیٹھنا بھی ممکن نہیں، تو لیٹ کر اور پہلو کے بل بھی پڑھی جا سکتی ہے، مریض اپنے متعلق خود جانتا ہے کہ وہ کس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾(التّغابن : ١٦)

''جتنی استطاعت ہے، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔''

جو مریض قیام کی استطاعت رکھتا ہو، مگر سستی اور کاہلی کر کے قیام نہ کرے، تو وہ گناہ گار ہے، کیونکہ فرض نماز میں قیام واجب ہے۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ

الصَّلَاةِ، فَقَالَ : صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ .

''مجھے بواسیر کا مرض تھا، لہٰذا میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے متعلق پوچھا، فرمایا: کھڑے ہوکر نماز پڑھئے، اگر ممکن نہ ہو، تو بیٹھ کر پڑھ لیجئے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں، تو پہلو کے بل پڑھ لیجئے۔''

(صحيح البخاري : 1117)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ، أَوْمَأَ بِرَأْسِهٖ إِيمَاءً، وَلَمْ يَرْفَعْ إِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا .

''جب مریض سجدہ نہ کر سکتا ہو، تو وہ سجدہ کے وقت معمولی سر جھکا لے، اسے کوئی چیز اٹھا کر پیشانی کے ساتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔''

(موطأ الإمام مالك :1/168)

❁ اس روایت کو حافظ نووی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :1/340)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سَجَدَ عَلٰى مِرْفَقَةٍ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے تکیہ پر سجدہ کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/272، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ مریض مرض کی کیفیت کو سامنے رکھتے ہوئے تکیہ پر بھی سجدہ کر سکتا ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَوَلَدَكَ وَزَوْجَتَكَ وَخَادِمَكَ .

''آپ جو کچھ اپنی ذات، اولاد، بیوی اور خادم پر خرچ کرتے ہیں، وہ آپ کا صدقہ ہوتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 132/4)

(جواب): اس کی سند حسن ہے۔

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(مِصباح الزُّجاجة : 5/3)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

(الدِّراية : 146/2)

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَ لِبَاسُهُمَا الظُّفُرَ، فَلَمَّا أَصَابَا الْخَطِيئَةَ نُزِعَ عَنْهُمَا، وَتُرِكَتِ الْأَظْفَارُ تَذْكِرَةً وَزِينَةً .

''سیدنا آدم علیہ السلام اور حواء علیہا السلام کا لباس ناخنوں کا تھا، جب ان سے خطا سرزد ہوئی، تو وہ لباس اتار لیا گیا اور صرف ناخنوں والی جگہ باقی رہ گئی، تاکہ یہ نصیحت رہے اور زینت کا کام دے۔''

(تفسير الطّبري : 133/10)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ عمرو بن مالک نکری کی روایت ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب :336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ روایت بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کی ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَانِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ اللَّيْلَةَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ .

''رات میرے خواب میں میرا رب بہت حسین صورت میں آیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 3484)

(جواب): روایت ضعیف ہے۔

❁ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''مضطرب'' قرار دیا ہے۔

(بيان تلبيس الجهميّة لابن تيميّة : 215/7، 217)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهَا صَحِيحٌ، وَكُلُّهَا مُضْطَرِبَةٌ .

''اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں، ساری کی ساری مضطرب ہیں۔''

(العِلَل : 57/5)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (کتاب التوحید : ۱/۱۹۱) اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ (تلخیص المتشابہ : ۱/۳۰۲) نے غیر ثابت قرار دیا ہے۔

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لَيْسَ يَثْبُتُ إِسْنَادُهُ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ .

''محدثین کرام کے نزدیک اس کی سند ثابت نہیں۔''

(قیام اللّیل، ص 43)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

فِي ثُبُوتِ هٰذَا الْحَدِيثِ نَظَرٌ .

''اس حدیث کا ثابت ہونا محل نظر ہے۔''

(کتاب الأسماء والصّفات، ص 380)

کسی صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کا خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت نہیں۔